67942 ـ كيا عيد كا خطبہ ايك ہے يا دو ؟

سوال

عيدين كے خطبہ ميں كيا ايك خطبہ دينا راجح ہے يا دو، اور اس كى دليل كيا ہے ؟

پسنديده جواب

الحمد للہ.

مذاہب اربعہ كے جمہور علماء كرام وغيره كا مسلك يہى ہے كہ عيد كے خطبہ ميں دو خطبے ديے جائيں گے، جس طرح خطبہ جمعہ ميں كيا جاتا ہے ايك خطبہ كے بعد بيٹھا جائيگا.

المدونۃ ميں ہے:

امام مالك رحمہ اللہ تعالى كا كہنا ہے: سب خطبے نماز استسقاء، اور عيدين، اور خطبہ حج، اور خطبہ جمعہ، سب ميں امام دونوں خطبوں كے مابين كچھ دير كے ليے بيٹھ كردونوں خطبوں ميں عليحدگى كرے گا" انتہى.

ديكھيں: المدونۃ (1 / 231).

اور كتاب الام ميں امام شافعى رحمہ اللہ كا كہنا ہے:

" عبيد اللہ بن عبد اللہ بن عتبۃ رحمہ اللہ تعالى كہتے ہيں:

" سنت يہ ہے كہ امام عيدين ميں دو خطبے دے، اور دونوں كے مابين كچھ دير كے ليے بيٹھے، (امام شافعى رحمہ اللہ تعالى كہتے ہيں) اور اسى طرح نماز استسقاء، اور چاند اور سورج گرہن، اور حج كا خطبہ، اور ہر جماعت والا خطبہ ميں بھى " انتہى

ديكھيں: الام (1 / 272).

مزيد تفصيل كے ليے بدائع الصنائع (1 / 276) اور المغنى (2 / 121) بھى ديكھيں.

امام شوكانى رحمہ اللہ تعالى مندرجہ بالا اثر پر تعليقا كہتے ہيں:

" اور دوسرى حديث جمعہ پر قياس كرتے ہوئے اسے راجح كرتى ہے، اور جيسا كہ معلوم ہے كہ عبيد اللہ بن عبد اللہ

تابعی ہیں، تو ان کا یہ کہنا: " سنت ہے " اس بات کی دلیل ہے کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے، جیسا کہ اصول میں ثابت ہے، اور نماز عیدین کے دونوں خطبوں کے مابین کچھ دیر کے لیے بیٹھنے میں مرفوع حدیث وارد ہے، جسے ابن ماجہ رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے، اور اس کی سند میں اسماعیل بن مسلم ہے، جو کہ ضعیف راوی ہے" انتہی

ماخوذ از: نیل الاوطار (3 / 323).

اور ابن ماجہ کی حدیث نمبر (1279) جسے انہوں نے جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں:

" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر یا عید الاضحی کے لیے نکلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا، پھر کچھ دیر کے لیے بیٹھے، اور پھر کھڑے ہو گئے"

اس حدیث کو علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے ضعیف ابن ماجہ میں ذکر کیا اور اس کے متعلق منکر کہا ہے.

ابو داود کی شرح عون المعبود میں ہے:

امام نووی رحمہ اللہ تعالی الخلاصہ میں کہتے ہیں: ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے جو مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: نماز عید میں سنت یہ ہے کہ دو خطبے دیے جائیں اور ان دونوں کے مابین کچھ دیر کے لیے بیٹھا جائے، یہ ضعیف اور غیر متصل ہے، خطبہ کے تکرار میں کچھ ثابت نہیں، اس میں خطبہ جمعہ پر قیاس کرتے ہوئے اعتماد کیا جاتا ہے" انتہی

دیکھیں: عون المعبود (4 / 4).

تو اس سے حاصل یہ ہوا کہ دونوں خطبوں کی دلیل یہ ہے:

1 ـ ابن ماجہ کی حدیث، اور ابن مسعود رضی اللہ تعالی کا اثر، اور یہ دونوں ہی ضعیف ہیں.

2 ـ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ جو تابعی ہیں کا اثر.

3 ـ خطبہ جمعہ پر قیاس.

4 ـ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی نے ایك چوتھی چیز بھی ذکر کی ہے جس سے دلیل لی جا سکتی ہے:

ان کا یہ کہنا: " دونوں خطبوں " یہ وہی چیز ہے جس پر فقہاء رحمہم اللہ چلے ہیں، کہ نماز عید کے دو خطبے ہیں؛ کیونکہ یہ ابن ماجہ کی حدیث میں وارد ہے جس کی سند صحیح نہیں، اس کا ظاہر یہ ہے کہ وہ دو خطبے دیتے تھے

اور جو شخص صحیحین اور باقی احادیث کا مطالعہ کرتا ہے اس کے لیے یہ ظاہر ہو گا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایك ہی خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے لیکن پہلا خطبہ ختم کرنے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کی جانب جاتے اور انہیں وعظ و نصیحت کرتے، اس لیے اگر ہم دو خطبوں کی مشروعیت میں اسے اصل بنائیں تو اس کا احتمال ہے، باوجود اس کے یہ بعید ہے؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کی جانب گئے اور انہیں خطبہ اس لیے دیا کہ ان تك خطبہ نہیں پہنچا تھا.

اور یہ احتمال ہے، اور یہ بھی احتمال ہے کہ ان تك خطبہ کی آواز پہنچی ہو لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں کوئی خاص بات کہنا چاہتے ہوں اور اسی انہیں ان کے ساتھ خاص اشیاء کا وعظ کیا" انتہی

دیکھیں: الشرح الممتع (5 / 191).

مستقل فتوی کمیٹی سے مندرجہ ذیل سوال کیا گیا:

کیا عید کے دو خطبے ہیں اور ان کے مابین بیٹھا جائیگا؟

تو کمیٹی کا جواب تھا:

" نماز عید کے بعد خطبہ عید سنت ہے، اس کی دلیل نسائی، ابن ماجہ اور ابو داود کی مندرجہ ذیل حدیث ہے:

عطاء رحمہ اللہ عبد اللہ بن السائب رضی اللہ تعالی عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید میں حاضر ہوئے، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید پڑھا چکے تو فرمانے لگے:

" ہم خطبہ دینے لگے ہیں جو شخص خطبہ سننا چاہتا ہے وہ بیٹھا رہے، اور جو شخص جانا چاہتا ہے وہ چلا جائے"

شوکانی رحمہ اللہ تعالی نیل الاوطار میں کہتے ہیں:

" مصنف رحمہ اللہ کا کہنا ہے: اس میں خطبہ مسنون ہونے کا بیان ہے، اگر خطبہ واجب ہوتا تو اس کو سننے کے لیے بیٹھنا بھی واجب ہوتا " اھـ

جو شخص عید کے دو خطبے دے تو اس کے لیے خطبہ جمعہ پر قیاس کرتے ہوئے دونوں خطبوں کے مابین کچھ دیرے کے لیے بیٹھنا مشروع ہے، اور اس لیے بھی کہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالی نے عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ رضی اللہ تعالی عنہ سے بیان کیا ہے: سنت یہ ہے کہ نماز عیدین میں امام دو خطبے دے اور دونوں خطبوں کے مابین کچھ دیر کے لیے بیٹھے.

اور بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ:

نماز عید میں صرف ایک ہی خطبہ ہے؛ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح احادیث میں ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطبہ ہی ارشاد فرمایا" انتہی

واللہ تعالی اعلم.

ماخوذ از: فتاوی اسلامیہ (1 / 425).

فضيلة الشيخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالی سے درج ذیل سوال دریافت کیا گیا:

کیا عید میں امام ایک خطبہ دے یا دو ؟

شیخ رحمہ اللہ تعالی کا جواب تھا:

" اس سلسلے میں ضعیف حدیث وارد ہونے کی بنا پر فقہاء رحمہم اللہ تعالی کے ہاں مشہور یہی ہے کہ عید کے دو خطبے ہیں، لیکن صحیح اور متفق علیہ حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صرف ایک خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے، اور مجھے امید ہے کہ اس معاملہ میں وسعت ہے" انتہی.

دیکھیں: مجموع فتاوی الشیخ ابن عثیمین (16 / 246).

اور شیخ رحمہ اللہ تعالی کا یہ بھی کہنا ہے:

" سنت یہ ہے کہ عید کا ایک ہی خطبہ ہو، اور اگر دو خطبے دیے جائیں تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بیان کیا جاتا ہے، لیکن عورتوں کو خاص کر نصیحت کرنے میں سستی نہیں کرنی چاہیے، اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو خاص کر وعظ کیا تھا.

اور اگر امام لاؤڈ سپیکر میں خطبہ عید دے رہا ہو تو وہ خطبہ کے آخر میں عورتوں کے وعظ خاص کرے، اور اگر وہ لاؤڈ سپیکر میں خطبہ نہیں دے رہا اور عورتوں تک اس کی آواز نہیں پہنچ رہی تو امام خود ان کی طرف جائے اور اس کے ساتھ ایک یا دو شخص اور بھی ہوں اور عورتوں کو جو میسر ہو وعظ کرے" انتہی

دیکھیں: مجموع فتاوی ابن عثیمین (16 / 248).

جواب کا خلاصہ یہ ہوا:

یہ اجتہادی مسئلہ ہے، اور اس مسئلہ میں وسعت ہے، سنت نبویہ میں کوئی اس مسئلہ میں کوئی فاصل اور قاطع نص نہیں، اگرچہ اس سے ظاہر یہی ہوتا ہے کہ ایک ہی خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے، لہذا امام کی نظر میں جو سنت کے زیادہ قریب ہے اسے وہ کرنا چاہیے.

واللہ اعلم .